نگاہ اولین

ایک مایۂ ناز عالم دین کی رحلت فاجعہ

مدیر التحریر

یوں تو یہ دنیا فانی ہی ہے اور ذات وحدہ لاشریک کے علاوہ کسی کے لیے ثبات نہیں۔ ﴿کل من علیها فان ۞ و یبقی وجه ربک ذو الجلال و الاکرام ۞﴾ [الرحمن/۲۶-۲۷] مگر کچھ شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی رحلتِ فاجعہ سے ایک لامتناہی خلا پیدا ہوتا ہے اور موت العالِم موت العالَم کا منظر پیش ہوتا رہا ہے۔ یہی حال اب بلتستان کی جماعت اہل حدیث کا ہے، جس کی نشأة ثانیہ کے بعد ان ہی دس بارہ سالوں میں کئی ستون گر گئے اور نا قابل تلافی نقصانات کا پیش خیمہ بنے۔ میری مراد الشیخ عبدالرحمٰن خلیق رحمۃ اللہ علیہ کے بعد پیدا ہونے والا خلا ہے، جن کے دورِ نظامت سے اس ادارے کا تعلیمی، تنظیمی اور دعوتی خدو خال دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے میں نمایاں پیش رفت ہوئی ہے۔ ابھی ہم ان مشاکل سے عہدہ برآ ہو ہی گئے تھے، کہ اس گلستان کی تزئین و آرائش میں نہایت عرق ریزی اور جانفشانی سے کام کرنے والے ان کے دستِ راست اور ہر دلعزیز شخصیت، عالمِ ربانی، جمعیت اہل حدیث بلتستان کی مجلس عمل کے رئیس فضیلۃ الشیخ عبدالوھاب حنیف رحمۃ اللہ علیہ کی سعودی عرب میں بصورت ایکسیڈنٹ وفات پا جانے کی اچانک خبر نے سب کو ہلا کر رکھ دیا، اور یہ سمجھ ہی نہیں پا رہا تھا کہ ہوا کیا ہے؟ بہر حال ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرنے اور دعائے مغفرت کے سوا کیا کر سکتے تھے۔

مولانا جسے اب "رحمۃ اللہ علیہ" لکھتے ہوئے ہاتھ کانپ رہا ہے، نہ صرف جمعیت اہل حدیث بلتستان کے روح رواں تھے، بلکہ پورے پاکستان اور بیرون پاکستان سبھی اسلامی حلقوں میں ایک جانی پہچانی شخصیت تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلس شوریٰ میں بطور ممبر جمعیت اہل حدیث بلتستان کی نمائندگی بھی فرماتے تھے۔

آپ الشیخ عبدالرحمٰن خلیق رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ 1974ء میں إدارة البحوث العلمية و الإفتاء والدعوة و الارشاد الریاض کی طرف سے بحیثیت مبعوث بلتستان میں تعین ہو کر آئے اور دارالعلوم بلتستان غواڑی میں خدمات سرانجام دینے لگے۔ 1989ء تک بطور مدیر تعلیم دورِ جدید کے تعلیمی و ثقافتی تقاضوں کے مطابق انتظام و انصرام کرنے اور پورے بلتستان میں مدارس کا جال بچھانے میں مقدور بھر کوشش کی۔ مدرسہ دارالعلوم کو "جامعہ" کی سطح تک بلند کرنے میں ان کا

کارنامہ نمایاں ہے، اور آج جامعہ دارالعلوم بلتستان پورے شمالی علاقہ جات میں ایک ممتاز اور نمایاں دینی ادارہ شمار ہوتا ہے۔

آپ کے ان ہی کارہائے نمایاں کو مدنظر رکھتے ہوئے جمعیت اہل حدیث بلتستان کی مجلسِ شوریٰ نے آپ کو رئیس مجلس عمل منتخب کیا۔ اس طرح بطور صدر ورکنگ کمیٹی اپنی خدمات والہانہ انداز میں سرانجام دیتے دیتے متاعِ جاں جان آفرین کے سپرد کردی اور زبانِ حال سے کہتے گئے:

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی　　　حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

علماء وعلم سے بڑی محبت تھی۔ دینی ومسلکی غیرت، حق گوئی وبے باکی میں بے مثل تھے اور جہاں بھی آپ کوئی منکر دیکھتے تو بے قراری کے ساتھ اس کے فوری طور ازالے کی کوشش کرتے۔ دعوت وتبلیغ، درس وتدریس اور تنظیمی وتعمیراتی امور میں اس قدر مشغول رہتے کہ ان سے باہر کسی اور معاملہ کی طرف دھیان ہی نہ ہوتا۔

طبیعت میں نہایت سادگی وبے تکلفی تھی، زہد وتقوی کے پیکر تھے، بڑے عالم باعمل اور باصلاحیت مدرس بلکہ استاذ الاساتذہ تھے۔ تفقہ وعلمی استحضار میں نہایت ممتاز تھے۔ کتاب وسنت کے شیدائی تھے، کسی قیل وقال کے بالکل قائل نہ تھے۔

آپ 1944 میں "براہ" نامی گاؤں میں مشہور مبلغ مولانا محمد جان کے ہاں تولد ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار خود بھی بڑے عالم تھے اور مدرسہ غزنویہ امرتسر کے فارغ مولانا نیک محمدؒ کے شاگردوں میں سے تھے، اور اپنے وقت کے بے باک مبلغین میں شمار ہوتے تھے، انہوں نے اس راہ وفا میں کافی دکھ وتکلیف سہے، لیکن پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔

ہمارے ممدوح نے ابتدائی تعلیم مادرعلمی دارالعلوم غواڑی سے حاصل کی۔ ولی العصر، متبحر عالم، مفتی بلتستان الحافظ کریم بخش رحمة الله عليه جیسی ہستیوں کے زیر سایہ تربیت دینی وعلمی میں کئی سال گزارے۔ پھر پاکستان کے مختلف مدارس میں زیر تعلیم رہے، آخرکار پنجاب کے قدیم ترین مادرعلمی مدرسہ "تعلیم الاسلام اوڈانوالہ" سے 1964ء میں فارغ ہوئے۔ جناب صوفی عبداللہ رحمة الله عليه اور شیخ الحدیث پیر یعقوب حفظه الله وغیرہ کی بےلوث اور مجاہدانہ خدمات کے واسطے سے آپ "اوڈانوالوی" ہونے پر فخر کیا کرتے تھے، درحقیقت آپ کی علمی صلابت اور صلاحیت کو دیکھ کر اس مدرسہ کی علمی ودینی اہمیت اور اساتذہ کی بےلوث خدمت اجاگر ہوتی تھی۔

فراغت کے بعد آپ یہاں غواڑی محلّہ گینتھا میں بچوں کی تعلیم وتربیت پر مأمور ہوئے۔ پھر کچھ عرصہ دارالحدیث چوک اہلحدیث جہلم میں بطور مدرس خدمات سرانجام دیتے رہے۔ یہاں سے آپ جامعہ سلفیہ فیصل آباد منتقل ہوگئے۔ اور 1974 تک تدریسی فرائض بحسن وخوبی ادا کرتے رہے۔ انہی ایام میں جامعہ سلفیہ میں متعین عرب شیوخ نے آپ کی

محنت وریاضت وجذبہ دعوت وارشاد سے متأثر ہوکر فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے رئیس ادارۃ البحوث العلمیة والدعـــــوة الإرشاد الریاض سے سفارش کی، انہوں نے الشیخ عبدالرحمٰن خلیق رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کو بھی بلتستان میں بطور مبعوث متعین کردیا۔ یوں دونوں مشائخ اس علاقے میں اولین مبعوث کی حیثیت سے 1974 میں یہاں متعین ہوئے۔ وہ دن اور آج کا دن اس علاقے میں انہوں نے جس جانفشانی اورعرق ریزی سے مسلک حقہ کی آبیاری کی، وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنہیں اس علاقے کے نشیب وفراز اور حدود داربعہ سے واقفیت ہو۔ چونکہ راقم کو بھی 1979 سے ان کی صحبت ورفاقت کا شرف حاصل رہا ہے، اس راہ حق وصداقت میں جس جتن اوراخلاص سے راستوں کے کانٹوں سے الجھتے' بچتے اور سنگہائے گراں سے گزرتے' پھلانگتے راہِ وفا پر ثابت قدم رہے۔ نیز ہمارے اسلاف نے اس سے بھی کٹھن حالات میں جوعرق ریزی کی اور محیر العقول کارنامے انجام دیے، انہیں دیکھ کر ''نگاہِ مردمؤمن سے تقدیر کے بدلنے'' اور ''خرقہ پوشوں کی آستینوں میں ید بیضاء لیے ہونے'' کا مطلب سمجھ میں آتا ہے۔

آپ نے اپنی 58 سالہ زندگانی میں کافی نشیب وفراز دیکھے اور تنگی وترشی بھی دیکھی، فراخی کے دن بھی آئے، مگر حالت عُسرت وعُشرت دونوں میں صابر وشاکر ہی رہے۔ درس وتدریس اور انتظامی امور کے علاوہ دعوت وتبلیغ کے میدان میں بھی دین کی خوب خدمت کرتے رہے۔ آپ ایک اچھے خطیب بھی تھے۔ بڑے بے باک اور غیرت مند تھے۔ شریعت کے خلاف کوئی بات سنتے توامر بالمعروف ونہی عن المنکر کا دوہرا فریضہ انجام دینے کے لیے کمربستہ' بلکہ بے تاب ہوجاتے۔ حق گوئی کے معاملے میں کسی کی رورعایت مطلقاً نہیں کرتے تھے۔ گویا: ''اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی'' کا عملی نمونہ تھے۔ یہ ان کی ایک ایسی نیکی ہے جو تمام نیکیوں پر بھاری کہی جاسکتی ہے۔ بہرحال شخصیت کیسی ہی کیوں نہ ہو' موت کا سایہ پیچھا چھوڑتا نہیں، کسی بھی وقت کچھ بھی ہوسکتا ہے:

جس کی مدت سے تھی خلش دل میں — وہی تیر جگر کے پار ہے آج

3 اگست 2002ء بروز ہفتہ نماز عصر مسجد جمیع میں پڑھ کر سڑک پار کررہے تھے کہ تیز رفتار کار کی زد میں آئے اور آناً فاناً موت سے ہمکنار ہوئے۔ ﴿ انا للّٰہ وانآ الیہ راجعون ۞ ﴾ بہی خواہوں اور مشائخ عظام کی بڑی تعداد کو فوراً اطلاع ملی۔ یوں جسد خاکی کو ضروری قانونی کارروائی کے بعد ریاض میں ہی آخری آرام گاہ میں سپرد خاک کردیا گیا۔ نیکیوں سے بھرپور زندگی تھی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندے کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے اور اعلیٰ علیّین میں مقام عطا فرمائے۔ آمین اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه وأكرم نزله ووسع مدخله و ارفع درجته فی العلیین

پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ 6 لڑکے، 5 لڑکیاں، 2 بھائی اور 1 بہن چھوڑے ہیں۔ لڑکوں میں سے بڑا الشیخ محمد یوسف جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فارغ التحصیل ہوکر مرکز اسلامی سکردو میں تدریسی ودعوتی کاموں میں مصروف ہے۔ دوسرا لڑکا عزیزم حبیب الرحمٰن مدینہ یونیورسٹی کے پوسٹ گریجویشن سیکشن میں زیر تعلیم ہے۔ تین لڑکیاں جامعہ دارالعلوم بلتستان غواڑی سے فارغ ہوکر کلیۃ الدراسات الاسلامیہ للبنات ہی میں تدریسی فرائض انجام دے رہی ہیں۔ باقی بچے جامعہ دارالعلوم اور الاثر پبلک سکول میں زیر درس ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام کو خیر خلف بنائے، تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق و ہمت بخشے اور ہم سب کے محبوب فقید کی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے، اعمالِ صالحہ اور باقیاتِ صالحات کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

جمعہ کی چھٹی

ضلع لودھراں میں متحدہ مجلس عمل کے زیر اہتمام مختلف دینی وسماجی جماعتوں کا مشترکہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں اتفاق رائے سے یہ قرارداد پاس کیا گیا کہ اسلام میں جمعہ کو تمام دنوں کے سردار کا درجہ حاصل ہے۔ اس لیے ہمیں اسلامی ممالک کی پیروی کرتے ہوئے اتوار کے بجائے جمعۃ المبارک کو ہی ہفتہ وار تعطیل کرنا چاہیے۔ ہفتہ یہودیوں کا اور اتوار نصرانیوں کا خاص مذہبی دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان سے آگے خصوصی دن عنایت فرمایا ہے۔ اس لیے ہمیں ان کی پیروی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہمارا تعلق مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے ہے، لہٰذا واشنگٹن اور لندن سے روحانی تعلق پیدا کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔

اجلاس میں اعلان کیا گیا کہ متحدہ مجلس عمل جمعۃ المبارک کی چھٹی کے علاوہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے بھرپور اور مخلصانہ جدوجہد کرے گی۔

(شعبہ نشرواشاعت ادارۂ معارف اسلامی لودھراں)